عورت مختلف مذاہب اور موجودہ حالات کے آئینے میں

تسلیم طیبہ☆

Abstract

The status of woman has been a much-debated topic throughout the history of mankind. Every religion has some special views on the status of woman. And most of them treat her as something very inferior.

As far as Islam is concerned, it not only recognizes woman a being of God but also makes her equal to man if not more than that. The long cherished dream of her respect, dignity and rights came into reality by the just teachings of Islam. Besides the status given to her by different religions, the article presents the study of the role of woman in the contemporary world.

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو جن حسین انعامات سے سرفراز فرمایا ان میں سے ایک عورت کا وجود ہے جو باعث رحمت اور باعث سکون ہے۔ لیکن کیا واقعی عورت اس مقولے پر پوری اترتی ہے۔ کیوں کہ کہنے کو تو عورت خالق کائنات کا تراشا ہوا ایک حسین مجسمہ ہے لیکن نیرنگی زمانہ، ملکی فضا، ماحول اور آب و ہوا نے آج ایک خطے کی عورت کو دوسرے خطے کی عورت سے عادات و خصائل میں یک سر مختلف کر دیا ہے۔ ایک طرف آج بھی وہ وہ گھر کی چار دیواری میں علم و ہنر کی روشنی اور بدلتے ہوئے زمانے کے تقاضوں سے بہت دور جہالت اور تاریکی میں ظلم و استحصال کی

☆ طالبہ پی۔ایچ ڈی (عربی) اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

چکی میں پستی ہوئی ڈری ڈری اور سہمی سہمی زندگی گزار رہی ہے اور دوسری طرف عورت اکیسویں صدی کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے مرد کے شانہ بشانہ زندگی کی گاڑی کو رواں رکھنے کے لئے تگ و دو کر رہی ہے۔ ایک طرف عورت شرم وحیا کی چادر اوڑھے وفا کی دیوی کے روپ میں نظر آتی ہے تو دوسری طرف اسی عورت نے خود کو کلبوں کی زینت بنا کر اور عریانی و فحاشی کو فیشن کا نام دے کر اپنی عزت و عصمت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو عورت کی فطرت میں لطافت، شرم و حیا، وفا، تسلیم و رضا، خدمت و اطاعت گزاری کا مادہ موجود ہے۔ اس کے خمیر کی بنیاد جس مادے سے اٹھی ہے اس میں اپنے ماحول کو خوبصورت بنانا اور اپنے اہل و عیال کے لئے راحت کا سامان پیدا کرنا ہے۔

عورت تو اس پھول کی مانند ہے جو اپنے اردگرد کی فضا کو معطر اور خوبصورت بناتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ عورت کا وجود کائنات کا حسن ہے اور اس کے بغیر کائنات بے رنگ و بو ہو کر رہ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال نے کہا تھا:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

مختلف مقامات پر اس پھول کی قدر و قیمت کو مختلف انداز سے سراہا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی صورت و ہیئت میں تبدیلی آئی ہے اور کئی جگہ تو اس نازک پھول کو اس بے دردی کے ساتھ مسلا گیا ہے کہ اس کی صورت ہی مسخ ہو کر رہ گئی ہے۔

اس بات کے ثبوت کے لئے ہمیں مختلف مذاہب کا مطالعہ کرنا ہوگا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ مختلف مذاہب نے عورت کو اپنے معاشرے میں کیا مقام دیا ہے اور کس قدر اور کس حد تک اس کی قدر افزائی کی ہے۔

ہندومت اور عورت

ہندو مذہب ابتدا ہی سے تنگ نظر اور متعصب رہا ہے۔ لیکن عورت کے معاملے میں تو اس کی تنگ نظری انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ ہندومت میں شوہر کو پتی اور بیوی کو پتنی کہا جاتا ہے۔ پتی

کے معنی مالک کے ہیں جبکہ پتنی کے معنی مملوک کے ہیں۔ ہندو مذہب میں ایک بار شادی کے بندھن میں بندھ جانے کے بعد موت کے علاوہ کوئی چیز بھی میاں بیوی کو جدا نہیں کرسکتی، اور عورت مکمل طور پر مرد کی ملکیت بن کر ایک غلام کی حیثیت سے زندگی گزارتی تھی۔شوہر جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے عورت کا وجود محض فرائض کی بجا آوری کے لئے مختص تھا۔حقوق کیا ہوتے ہیں وہ اس کے تصور سے بھی ناآشنا تھی۔ ہندو معاشرے میں عورت کی حیثیت و مقام کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہندو مت میں عورت اور شودر کو نردھن (کمتر) کا نام دیا گیا ہے۔عورت کے ذمے اپنے خاوند کی ہر جائز و ناجائز بات کو ماننا اور اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا تھا۔

مرد کو عورت پر اس قدر غاصبانہ حقوق حاصل تھے کہ ان کی بجا آوری عورت پر مرد کی وفات کے بعد بھی لازمی تھی اور اگر شوہر بیوی کی زندگی میں ہی وفات پا جاتا تو اس عورت کی نحوست میں کوئی شک نہ رہ جاتا اور اس کو زندہ ہی شوہر کی لاش کے ساتھ جلا دیا جاتا۔اس رسم کو ستی کی رسم کہتے تھے اور یہ قبیح رسم مسلمانوں کے برصغیر میں آمد تک موجود تھی۔ بالآخر مسلمانوں نے یہاں کی مظلوم عورت کی حمایت کی اور اس رسم کو ختم کرنے میں مدد کی۔

اگرچہ آج ہندو مذہب بہت ترقی کر گیا ہے اور بالخصوص اسلام کے برصغیر میں ورود کے بعد مجبوراً بہت سی ترامیم کی گئیں لیکن آج بھی وہاں کی عورت مظلوم ہے۔اگرچہ آج عورت کو شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ نہیں جلایا جاتا لیکن بیوہ عورت کی زندگی ایک ایسی سزا ہوتی ہے جو موت سے بدتر ہے۔ معاشرے کے افراد اس کے ساتھ میل ملاقات کو نحوست کی علامت سمجھتے ہیں۔لہٰذا تمام معاشرے میں الگ تھلگ ایک ہی کمرے میں زندگی گزارنا اس کا مقدر ہوتا ہے اور زندگی کی گہما گہمی اور خوشیوں پر اس کا کوئی حق نہیں سمجھا جاتا۔

یہودی مذہب میں عورت کی حیثیت

یہودی مذہب کی رو سے مرد کو عورت پر اس قدر کامل حقوقِ ملکیت حاصل ہوتے ہیں جس طرح گھر کی کسی عام چیز پر اور جس طرح اشیا کے حقوق کا سوال نہیں پیدا ہوتا اس طرح

عورت کی ملکیت کا کوئی سوال نہ تھا اگرچہ بعض حالات میں استثنائی صورت موجود تھی۔(۱)

یہودی مذہب کی رو سے عورت کا یہ فرض عین تھا کہ وہ خود کو مکمل طور پر مرد کے تابع کردے اور گھر کی چار دیواری میں رہتے ہوئے باہر کی دنیا سے قطع تعلق ہو جائے۔ اس بارے میں یہودیت کی تعلیم اتنی شدید ہے کہ وہ کسی اشتثائی صورت میں بھی وہ گھر کی چار دیواری سے باہر کی زندگی میں عملاً حصہ نہیں لے سکتی اور مرد جس عورت کو چاہے اپنے نکاح میں لا سکتا ہے۔ اس میں عورت کی رضامندی کی چنداں ضرورت نہیں۔

بائبل میں ہے:

''جب تو اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے کو نکلے اور خداوند تیرا ان کو تیرے اسیر کر دے اور تو ان کو اسیر کر لائے اور ان میں کسی خوبصورت عورت کو دیکھ کر تو ان پر فریفتہ ہو جائے اور اس کو بیاہ لینا چاہے تو اسے اپنے گھر لے آنا اور وہ اپنا سر منڈوائے اور اپنے ناخن ترشوائے اور اپنی اسیری کا لباس اتار کر تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ تک اپنے ماں باپ کے لئے ماتم کرے اس کے بعد تو اس کے پاس جا کر اس کا شوہر ہونا اور وہ تیری بیوی ہے۔''(۲)

یہودی مذہب میں عورت کو فطرتاً ناپاک تصور کیا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ خیال بھی ان کے ہاں پایا جاتا ہے کہ عورت فطرتاً ناقص الفہم اور عقل سلیم سے عاری ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک عوت کے قول و قرار کو چنداں اہمیت نہیں دی جاتی تھی اور نہ اس کے حلف کا اعتبار کیا جاتا تھا جب تک کہ اس کے الفاظ کی تائید اس کا خاوند، باپ یا کوئی اور ولی نہ کر دے۔(۳)

عیسائیت کی رو سے عورت کی حیثیت

عیسائی مذہب میں عورت کی کیا حیثیت و مقام ہے اس کا اندازہ اس فقرے سے لگایا جا سکتا ہے کہ

''عورت کے ذریعے ہی گناہ دنیا میں آیا اور عورت کے طفیل ہی موت ہم کو دیکھنا پڑی۔'' (۳)

یہ الفاظ مقدس پولس کے ہیں۔ان الفاظ سے نصرانی علما کے خیالات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔بعض خیالات کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

سینٹ برنارڈ..........عورت شیطان کا آلہ اور شیطان کے ہتھیاروں کی جڑ ہے۔

سینٹ انٹونی..........عورت ایسا بچھو ہے جو کاٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔

ان تمام مذاہب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں عوت کو احقر سمجھ کر نہایت ہی غیر مساویانہ سلوک روا رکھا گیا ہے اب جبکہ ان مذاہب کی حقیقت ہم پر آشکارا ہو چکی ہے تو اب ہم مذہب اسلام کی طرف آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس مذہب نے عورت کو کیا حیثیت و مقام دیا ہے۔

اسلام میں عورت کی حیثیت

جس طرح اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ سورج کی روشنی تاریکی کو دور کر کے ہر چیز کو اجلا اور روشن کر دیتی ہے اسی طرح اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ اسلام نے عورت کو مظلومیت اور بے بسی کے اندھیرے کنوئیں سے نکال کر عزت و وقار کے بلند درجے پر فائز کیا۔ اسے اسلام کے اصولوں سے آراستہ و پیراستہ کر کے ایک ایسی صورت دی جو ہر رشتے میں قابل عزت ہے۔اسلام سے پہلے اگر عرب کے حالات پر نگاہ ڈالیں تو وہاں بھی جو فضا نظر آتی ہے وہ عورت کی بے بسی و بے کسی کی کہانی سناتی ہے۔

عرب میں عورت کے ساتھ نہایت ناروا سلوک کیا جاتا تھا وہ محض جائیداد سمجھی جاتی تھی یہاں تک کہ باپ کی منکوحہ بیٹے کو وراثت میں ملتی۔(۴)

بیٹی کی پیدائش کو نحوست کی علامت سمجھا جاتا تھا مدعیانِ شرافت بڑی دلیری اور فخر سے اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے۔(۵)

بیٹی کا باپ ہونا باعث عار سمجھا جاتا اور بیٹی کا باپ معاشرے سے منہ چھپائے پھرتا گویا اس کے گھر بیٹی نے نہیں ذلت نے جنم لیا ہے۔ قرآن نے ان کی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌo يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ.(٦)

''اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا۔''

یہ اسلام ہی تھا جس نے آ کر عورت کو زندگی کی ضمانت دی اور اسے مندرجہ ذیل فوائد سے ہمکنار کیا۔

مساوات مرد و زن

اسلام نے بیٹی کو باعث زحمت نہیں بلکہ باعث رحمت قرار دیا اور بیٹے اور بیٹی میں کوئی تمیز روا نہیں رکھی۔ کیونکہ دونوں کا خمیر ایک ہی مادہ سے اٹھا ہے اور عورت بھی مرد کی مانند اشرف المخلوقات ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کو قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً.(٧)

''اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے۔''

اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب میں عورت مرد کے ماتحت بلکہ اس کے غلام کی حیثیت سے زندگی گزارتی تھی اور اس کے حقوق کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اسلام نے عورت کے حقوق کو بھی مرد کے حقوق کے ساتھ ہی واضح الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْف.(۸)

''اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں۔''

نکاح میں جس طرح مرد کی رضامندی ایک لازمی امر ہے اسی طرح عورت کی رضامندی بھی لازمی جزو ہے۔ اور اسے کس طرح بھی مجبور و مقہور نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ آنحضورﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لا تنکح الا یم حتی تستامرو لاتنکح البکر حتی تستاذن.(۹)

اسلام نے جابجا مقامات پر عورت کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور بیوی کو وجہ تسکین بتایا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَّفْسٍ واحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا.(۱۰)

''وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس میں سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین پائے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآء کَرْهاً وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْف.(۱۱)

''اے ایمان والو تمہیں جائز نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو

مگر اس صورت کہ صریح بے حیائی کا کام کریں اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔"

احادیث میں بھی جابجا مقامات پر عورت سے حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ استوصوا بالنساء خیراً.(۱۲)

اگرچہ اسلام نے بعض ناگزیر حالات میں مرد کو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے۔ مگر یہ رخصت صرف اس وقت تک ہے جب سب بیویوں کے حقوق کی پاسداری ہوتی ہو مگر جونہی کسی کی حق تلفی کا اندیشہ ہو یہ رخصت بھی ختم ہو جاتی ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً.(۱۳)

"اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں اچھی لگیں، دو اور تین اور چار، لیکن تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے تو صرف ایک"

میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ.(۱۴)

امام رازی فرماتے ہیں کہ مرد و عورت کو ایک دوسرے کا لباس کی تشبیہہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ لباس جس طرح انسانی جسم کو سردی، گرمی اور دیگر مضرات سے بچاتا ہے اس کے عیوب اور نقائص کو چھپاتا ہے اسی طرح مرد اور عورت ایک دوسرے کو بہت سے مفاسد میں پڑ جانے سے بچاتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے پردہ پوشی کا کام دیتے ہیں۔(۱۵)

آنحضورﷺ قطعاً یہ بات پسند نہیں کرتے تھے کہ عورتوں کے ساتھ قیدیوں جیسا سلوک

کیا جائے اس لئے آپؐ نے جابجا مردوں کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

اتقوا اللّٰہ فی النساء فانهن تحت ایدیکم.

''عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تمہاری نگہبانی میں ہیں۔''

کہاں بیویوں کی یہ حالت تھی جیسے جنگل سے کسی جانور کو اسیر کر کے لایا جائے اور اسے اپنی ضرورت کے مطابق نشست و برخاست کے آداب سکھائے جائیں جب تک وہ اشارے کے مطابق چلتا رہے اسے راشن دے دیا اور پنجرے میں بند کر دیا۔ بخلاف اس کے اسلام نے بیوی کو شوہر کے لئے وجۂ تسکین بتا کر اسے رفیقہ حیات قرار دے کر زندگی کے اعلیٰ درجے پر فائز کر دیا۔

حق ملکیت

اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب میں عورت کے حق ملکیت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ وہ تو خود مرد کی ملکیت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے عورت کو اعلیٰ ترین مقام دیتے ہوئے اس کو حق ملکیت سے نوازا اور اس کے مال واسباب کو کسی کو بھی چھیننے کی اجازت نہیں دی۔ حتی کہ اس کا شوہر بھی وہ تمام اشیا جو وہ خود اسے دیتا ہے دینے کے بعد وہ اس سے واپسی کا تقاضا نہیں کرسکتا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا.(۱۶)

''اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسرے بدلنا چاہو اور اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔''

ہندو مذہب میں عورت کی کمائی پر عورت کا کوئی حق نہیں تھا، بلکہ اس کے مطابق تو عورت اور اس کا مال اس کے شوہر کا تھا۔ اس کے برعکس اسلام نے اس ناانصافی کو ختم کرتے ہوئے واضح الفاظ میں فرمایا:

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ.(۱۷)

"مردوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ۔"

اسلام نے عورت کا وراثت میں ایک متعین حصہ مقرر فرما کر اس کے محفوظ مستقبل کی ضمانت فراہم کی اور اس کے حق کو غصب کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی۔ حق وراثت کے بارے میں ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْكَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا.(١٨)

"مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا۔"

حق گواہی

دیگر مذاہب میں جہاں عورت کے قول وقرار کو چنداں اہمیت حاصل نہیں ہے۔ اسلام نے عورت کو بطور گواہ منتخب کر کے اس کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى.(١٩)

"اور دو گواہ کرلو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو کہ کہیں ان میں سے ایک عورت بھولے تو اس ایک دوسری کو یاد دلا دے۔"

عورت اور امور خانگی اور دیگر خدمات

قدرت نے عورت کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اپنے گھر کو صاف ستھرا اور خوبصورت بنا کر اسے سجائے رکھے لیکن عورت کو اس نے گھر کے کام پر مجبور نہیں کیا البتہ عورت خود ہی اپنی فطرت کے تحت امور خانگی انجام دیتی ہے۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اس موضوع پر لکھتے ہوئے ابن حزم کہتے ہیں:

ولا یلزم المرأۃ ان تخدم زوجها فی شئی اصلا لافی عجن ولا طبخ ولا فرش ولا کنسر ولا غزل ولا نسج وغیر ذلک.(۲۰)

کسی عورت پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا تا کہ وہ خاوند کی خدمت گاری کرے نہ کھانا تیار کرنے کے لئے، نہ بستر لگانے کے لئے، نہ گھر میں صفائی کرنے کے لئے اور نہ ہی سوت کاتنے یا کپڑا بننے کے لئے۔

تاریخ گواہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے عہد میں خواتین صرف گھریلو کام ہی سرانجام نہیں دیتی تھیں بلکہ بوقت ضرورت انہوں نے معاشی و صنعتی سرگرمیوں میں بھی عملاً حصہ لیا۔ کیونکہ اسلام عورت کو گھر میں قید ہونے کا حکم نہیں دیتا بلکہ چند قیود اور حدود کے ساتھ گھر سے باہر جانے کی اجازت دے کر عورتوں میں اخلاقی ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے۔

چنانچہ صحابیات نے گھریلو صنعت و حرفت میں بھی حصہ لیا اور تجارت میں بھی، حضرت خدیجہؓ آنحضور ﷺ سے نکاح سے پیشتر تجارت کیا کرتی تھیں۔

ان کاموں کے علاوہ صحابیات پھٹی ہوئی مشک کو سیتیں تا کہ اس میں باہر سے پانی گھر کے استعمال کے لئے لاسکیں، نیز صحابیات نے غزوات کے دوران بھی یہ کام انجام دیا۔(۲۱)

اس کے علاوہ ربیعہ بنت مسعود کی یہ روایت بھی ہے کہ ہم رسول اللہ کے ہمراہ لڑائی پر جایا کرتی تھیں سپاہیوں کو پانی پلاتی تھیں، ان کی خدمت کرتی تھیں اور مجروحین اور مقتولین کو مدینہ واپس پہنچایا کرتی تھیں۔(۲۲)

اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی کہ اسلام میں عورت مجبور و بے کس نہیں ہے بلکہ ہر لحاظ سے وہ قابلِ عزت ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں عملاً حصہ لیتی اور فعال زندگی گزارتی ہے۔ مذکورہ بالا آیات کے علاوہ قرآن پاک میں مزید ایسی بے شمار آیات ہیں جن میں عورتوں کے حقوق کی پاسداری کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک پوری ''سورۃ النساء'' بھی ہے جو عورتوں کے معاملات سے متعلق ہے۔

عورت اور موجودہ حالات

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام نے عورت کو بلند مقام عطا کر کے اس کو شرم و حیا کی چادر اوڑھے ہوئے فعال زندگی گزارنے کے احکامات دیئے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلمان عورت دنیا کی خوش نصیب عورت ہے جو دین و دنیا دونوں کی سعادت سے فیض یاب ہوتی ہے۔

لیکن بہ صد افسوس یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج کی مسلمان عورت احساس کمتری کا شکار ہو گئی ہے اور اسلام کی شاندار اور لازوال روایت سے منہ موڑ کر مغرب کی کورانہ تقلید میں اپنی عافیت سمجھ بیٹھی ہے۔ وہ جو کبھی چراغ خانہ تھی اب شمع محفل بن گئی ہے۔ آج عورت اپنا اعزاز اس میں سمجھتی ہیں کہ اسے رقص کرنے میں مہارت حاصل ہو، فیشن کی دنیا میں وہ اپنی ہم زاد کو پیچھے چھوڑ جائے اور اس دوڑ میں آگے پہنچنے کی دھن میں وہ اپنی عزت و عصمت کی چادر کو اتار بیٹھی ہے۔

درحقیقت جب تک باپ اور بھائی عورت کو شہ نہ دلائے وہ کبھی بھی غیرت اور ناموس کی حد پار کرنے کی جسارت نہیں کر سکتی۔ اگر باپ غیور اور بھائی باکردار ہوں تو وہ کس طرح اپنی عزت کو یوں غلط راہوں پر بھٹکتا دیکھ سکتے ہیں۔

صد افسوس کہ اس ضلالت و گمراہی کے سیاہ بادلوں سے جو چند شریف نفوس خود کو بچائے ہوئے اسلامی اصولوں سے مزین شرم و حیا کی چادر اوڑھے ہوئے نظر آتے ہیں ان کو یہ بے راہ رو دقیانوسی، بنیاد پرست اور جاہلانہ خیالات کے حامل القاب سے نوازا جاتا ہے۔ معاذ اللہ آج مرد و

عورت بے روک ٹوک اور بے حجابانہ مجالس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں جس سے بہت سی برائیوں نے جنم لیا ہے جو اسلام کا شیوہ نہیں، اسلام تو مرد و عورت ہر دو کو غض بصر اور اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَذْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا. (۲۳)

''مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے بہت اچھا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔''

تہذیب نو کی اس رسہ کشی میں مرد بھی عورت کے ساتھ برابر کا شریک ہے اور وہ بھی ماڈرن اور سمارٹ بننے کی دُھن میں ہر وقت خود کو سجانے میں مصروف نظر آتا ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج مرد و عورت کی شکلوں میں مشابہت نظر آتی ہے اور بعض اوقات تو تمیز ہی مشکل معلوم ہوتی ہے۔

اسلام تو عورت کو بحیثیت عورت اور مرد کو بحیثیت مرد ہی رہنے میں ان کی عافیت سمجھتا ہے اور ایک دوسرے سے مشابہت کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ عورت کی نزاکت و حیا جو اس کی فطرت میں ہے دور سے ہی نظر آنی چاہئے اور مرد کی مردانہ وجاہت ہی اس کا اعزاز اور مقام بلند کی دلیل ہے۔ اور مرد کو انہی خصوصیات کی بنا پر عورت کا نگہبان بنایا گیا ہے کہ وہ خود بھی راہ راست اپنائے اور اپنے ماتحت کو بھی راہِ بد میں بھٹکنے سے روکے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضورﷺ نے ایک دوسرے سے مشابہت کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

لعن رسول اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء ولعن تشبھات من النساء بالرجال.(۲۴)

''رسول اللہ ﷺ نے ایسے مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ایسی عورتوں پر بھی لعنت کی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کریں۔''

آج عورت کو کاروبار کی کامیابی کے لئے سیڑھی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مختلف اشیا کی فروخت کے لئے **Advertisement** کے طور پر لڑکی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ٹی وی، فلم، ریڈیو، اخبار، رسائل و جرائد غرض کوئی میڈیا ایسا نہیں جہاں عورت کی نمائش کے طور پر پیش نہ کیا جاتا ہو۔ آج مرد اپنا کاروبار چمکانے کے لئے عورت کو ضلالت کے گڑھے میں انڈیلتا چلا جا رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ محض مغرب کی اندھی تقلید میں ہو رہا ہے۔ ہم یہ کیوں بھول گئے ہیں کہ یہ ہمارا ورثہ نہیں ہے۔ ہمیں تو ورثے میں شرم وحیا کے بیل بوٹوں سے کڑھی ہوئی چادر ملی تھی لیکن ہم خود اپنے ہاتھوں سے اسے چیتھڑے بنا رہے ہیں جسے دیکھ کر حساس دل خون کے آنسو روتا ہے۔ دراصل یہ تو مغرب کا ورثہ ہے جس کو عزت و عصمت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ جن کے چہرے تو روشن ہیں مگر دل انتہائی تاریک ہو چکے ہیں کہ ان میں اخلاقی و کردار کی روشنی کی کوئی کرن چھن کر نہیں آتی۔ عورت یہ کیوں بھول گئی ہے کہ اس کا وجود تو قوم کی اصلاح کے لئے ہے نہ کہ بگاڑ کے لئے اور نیز یہ کہ عورت کی گود بچے کا پہلا مکتب ہوتی ہے جہاں سے اسے باکردار نوجوان اپنے معاشرے کو دینے ہیں۔ اگر ماں خود بے راہ ہوگی تو وہ کیونکر اپنے بیٹے کی آنکھوں میں شرم وحیا کے دیپ جلا سکے گی بلکہ وہ ایسی نسل تیار کریں گے جو قرآن کے الفاظ میں کالانعام بل ھم اضل کے مترادف ہوں گے۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ بائبل۔ گنتی باب ۲۷ آیت ۸،۹

۲۔ کتاب استثناء باب ۲۱ آیت ۱۰ تا ۱۳

۳۔ گنتی باب ۳ آیت ۳۰ ے

۴۔ خطوط پولس رسول

۵۔ سیرت خیر البشر۔ ص ۱۷

۶۔ سورۃ النحل: ۵۸۔۵۹

۷۔ سورۃ النساء: ۱

۸۔ سورۃ البقرۃ: ۲۲۸

۹۔ البخاری۔ ج ۲، ص ۱۷۷

۱۰۔ سورۃ الاعراف: ۱۸۹

۱۱۔ سورۃ النساء: ۱۹

۱۲۔ بخاری شریف۔ کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنساء۔ ج ۲، ص ۷۷۹

۱۳۔ سورۃ النساء: ۳

۱۴۔ سورۃ البقرۃ: ۱۸۷

۱۵۔ امام فخر الدین رازی: تفسیر کبیر۔ ج ۵، ص ۱۱۴

۱۶۔ سورۃ النساء: ۲۰

۱۷۔ سورۃ النساء: ۳۲

۱۸۔ سورۃ النساء: ۷

۱۹۔ سورۃ البقرۃ: ۱۸۲

۲۰۔ سنن ابوداؤد، ج اول باب امامۃ النساء

۲۱۔ ابن حزم۔ المحلہ، ج دہم ص ۷۴۔

۲۲۔ صحیح بخاری، کتاب الجہاد ج ۱ ص ۴۰۳

۲۳۔ صحیح بخاری، باب غزوات النساء وقتعالھن مع الرجال ج ۱ ص ۴۰۳۔

۲۴۔ سورۃ النور: ۳۰۔۳۱